جمعہ 09 صفر 1443ھ مطابق 17 ستمبر 2021ء
روزنامہ اسلام
islmaicpagedik@yahoo.com

اسلامی صفحہ

تبدیلی مذہب کا قانون
شرعی و معاشرتی جائزہ!

مولانا زبیر احمد صدیقی

پانچ سال قبل پیپلز پارٹی نے سندھ اسمبلی میں تبدیلی مذہب کا قانون منظور کیا تھا۔اس وقت عاجز نے یہ مضمون تحریر کیا تھا۔مولانا فضل الرحمن اور دیگر مذہبی طبقات کے احتجاج پر یہ قانون روک دیا گیا تھا۔اب دوبارہ وہی قانون لائے جانے کی اطلاعات ہیں۔افادہ عام کے لے سابقہ مضمون پیش خدمت ہے۔

سندھ اسمبلی نے حال ہی میں اقلیتوں کے حقوق کے نام پر تبدیلی مذہب کا ایک قانون منظور کیا ہے،جس کا خلاصہ درج ذیل ہے:

(1) کوئی بھی شخص 18 سال سے کم عمر میں مذہب تبدیل نہیں کر سکے گا،اگر اس نے اسلام قبول کر بھی لیا تو پھر بھی وہ نومسلم 18 سال تک غیر مسلم ہی تصور کیا جائے گا۔(2) 18 سال کی عمر میں مذہب تبدیل کرنے والے شخص کو 21 روز تک حفاظتی تحویل میں رکھا جائے گا،اُسے مذہب کے تقابلی مطالعہ کا موقع دیا جائے گا تاکہ وہ اپنا مذہب تبدیل نہ کرے اور اُسے تسلی و تشفی ہو جائے،اس کے باوجود اگر تبدیلی مذہب چاہتا ہے تو قانوناً اسے مذہب نو میں رجسٹرڈ کیا جائے گا۔(3) 18 سال سے زائد عمر کا کوئی شخص چاہے مرد ہو یا عورت،اپنے اسلام قبول کرنے کا اعلان کرنے کی اجازت نہ ہوگی۔(4) کسی نومسلم کا نکاح پڑھانے والے یا کسی نومسلم کو پناہ دینے والے شخص کو کم از کم پانچ سال یا عمر قید کی سزا دی جائے گی اور ان کی ضمانت بھی منظور نہ ہوگی۔(5) اسلام قبول کرنے والے شخص کے بارے میں میڈیا کوریج پر پابندی ہو گی۔(6) نومسلموں کے کیس کی سماعت اِن کیمرا اور مقدمات خصوصی کورٹ میں ہوں گے جو 90 روز کے اندر فیصلہ سنانے کی پابند ہوگی۔

(7) مذکورہ بالا قانون کی خلاف ورزی کرنے والے شخص کو تین سال سے عمر قید تک سزا دی جا سکے گی۔

مذکورہ بالا قانون کو سندھ اسمبلی نے منظور کر لیا ہے جبکہ اسی سے ملتا جلتا ایک بل اقلیتی رکن نے قومی اسمبلی کی قائمہ کمیٹی میں پیش کیا جسے کمیٹی نے کثرت رائے کے ساتھ اس لیے مسترد کر دیا کہ زبردستی تبدیلی مذہب کا کوئی کیس رجسٹرڈ نہیں ہوا۔مزید برآں یہ 18 ویں ترمیم کے بعد یہ صوبائی معاملہ ہے،اگر اس طرح کا کوئی واقعہ پیش آتا ہے نہ صرف یہ کہ اس کی مذمت کریں گے بلکہ کمیٹی ازخود نوٹس بھی لے گی۔

یہ بات جاننا ضروری ہے وہ کیا اسباب ومحرکات ہیں جن کی بنیاد پر آئین پاکستان اور شریعتِ اسلامیہ کا خون کیا گیا،نئی ریت ڈال کر چودہ صدیوں کی تاریخ میں اس قانون کے ذریعے ایک سیاہ باب کا اضافہ کیا جا رہا ہے۔بدقسمتی سے پاکستان اور پاکستان جیسے دیگر ترقی پذیر ممالک اپنی کمزور داخلہ وخارجہ پالیسیوں، غیر ملکی احتیاج، اقتصادی زبوں حالی اور مرعوب ذہنیت کی وجہ سے اسلام دشمن عالمی قوتوں کے دباؤ میں نہ یہ کہ صرف اپنے مذہب،ثقافت، معاشرت،اخلاق کا خون کر رہے ہیں بلکہ اپنے ملکوں کے امن، اقتصادیات اور آئین، دستور کو بھی داؤ پر لگائے ہوئے ہیں۔غیر ملکی آقاؤں کی خوشنودی اور مفادات کے حصول کے لیے ہمارے حکمران حقائق سے آنکھیں موندھ کر دینی وعوامی اُمنگوں کو روندتے ہوئے ”جی حضوری“ میں لگے رہتے ہیں۔نائن الیون کے بعد یہ سلسلہ پہلے سے کہیں زیادہ ہوگیا ہے۔

نائن الیون کے بعد اسلام دشمنی کا مخفی عنصر نہ صرف نمایاں ہوا بلکہ عفریت بن کر دیناپہ چڑھ دوڑا۔ اسلام اور قرآنی تعلیمات کا استہزاء،احکام اسلام کی تضحیک،اسلامی اقدار کی بزور وزر پامالی،اسلامی ممالک میں خانہ جنگی،پرامن ملکوں میں دہشت گردی،مذہبی طبقہ پر یلغار، مدارس کے خلاف پروپیگنڈا، دینی جماعتوں کے اثر ونفوذ کو روکنا،اسلامی ثقافت کے خاتمہ کی تدابیر،فحاشی وعریانی کا فروغ،این جی اوز کے ذریعے ترک اسلام اور ارتداد کی مہم،گستاخانہ خاکے،فلمیں،گستاخوں کی حوصلہ افزائیاں،اسلامی ممالک کے حکمرانوں سے آنکھیں دکھا کر اسلام کے خلاف قانون سازی اسی سلسلہ کی کڑی ہے۔

ماضی قریب میں عوامی تعلیمی اداروں کے نصاب تعلیم سے فروغ اسلام اور حب الوطنی پیدا کرنے والے مضامین و دروس کو مرحلہ وار نکال دینے کے بعد عملاً اسلامیات اور مطالعہ پاکستان سے مضامین کو ناقابل التفات ٹھہرا دیا گیا۔نتیجتاً نسلِ نو نہ اسلام پسند رہے اور نہ ہی وطن دوست۔ امریکی اداروں کی رپورٹ کے مطابق تعلیمی سلسلہ میں مذہبی رجحانات روکنے کے لیے کافی اقدامات اُٹھائے جا چکے ہیں اور مزید برآں اقدامات کی تیاریاں جاری ہیں۔ان اقدامات کے بعد اسلام کی عظمت،حقانیت اور صداقت کا نسلِ نو کے ذہنوں میں پیدا ہونے والا تاثر ختم کر دیا جائے گا۔

مذکورہ بالا پس منظر میں سندھ حکومت نے اپنے آقاؤں کو خوشنودی اور پنجاب حکومت سے سبقت لیتے ہوئے تبدیلی مذہب کا قانون منظور کیا ہے۔تبدیلی مذہب کا قانون حقیقی معنوں میں انسداد اسلام کا قانون ہے۔انسداد مذہب کا قانون باب الاسلام سندھ سے منظور کروا کر باقی صوبوں کو بھی اس جانب مائل کیا ہے۔حقیقت یہ ہے کہ پاکستان خصوصاً سندھ میں کوئی بھی مسلمان، شاید مذہب تبدیل نہ کرے اور نہ ہی بقول قائمہ کمیٹی قومی اسمبلی آج تک جبری تبدیلی مذہب کا کوئی کیس ملک میں ریکارڈ ہوا،سوال یہ ہے کہ اس بل کی منظوری کی کیا ضرورت پیش آئی؟

صاحب عقل ودانش جانتے ہیں کہ پاکستان مسلم آبادی پر مشتمل ملک ہے۔ اسلام اس کا سرکاری مذہب اور اسلامیہ اس کے نام کا حصہ ہے۔اسلام اس کے دستور وآئین کے ماتھے کا جھومر اور اس کی پہچان ہے۔یہ ملک اسلام کے نام پر معرض وجود میں آیا اور دو قومی نظریہ کو اس کی اساس بنایا گیا۔ظاہر ہے کہ بل کا پس منظر غیر مسلموں کو اسلام سے روکنا اور اسلام میں داخلہ کو مسدود یا مشکل بنانا ہے۔راہِ اسلام سے انسانیت کو روکنا قرآن کریم کی نظر میں بدترین جرم ہے۔ ذیل میں اسلام سے روکنے کے متعلق چند آیاتِ قرآنیہ پیش کی جا رہی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ راہِ اسلام سے دوسروں کو منع کرنا کافرانہ اور منافقانہ روش ہے:

(1) ”کہہ دو:“اے اہل کتاب! اللہ کے راستے میں ٹیڑھ پیدا کرنے کی کوشش کر کے ایک مومن کے لیے اس میں کیوں رُکاوٹ ڈالتے ہو جبکہ تم خود حقیقتِ حال کے گواہ ہو؟ جو کچھ تم کر رہے ہو اللہ اس سے غافل نہیں ہے۔“ (سورہ آل عمران:99) (2) ”جو اللہ کے راستے سے لوگوں کو روکتے تھے اور اُس میں ٹیڑھ نکالنا چاہتے تھے اور جو آخرت کا بالکل انکار کیا کرتے تھے۔“ (سورۃ الاعراف:45) (3) ”اور ایسا نہ کیا کرو کہ راستوں پر بیٹھ کر لوگوں کو دھمکیاں دو اور جو لوگ اللہ پر ایمان لائے ہیں ان کو اللہ کے راستے سے روکو اور اس میں ٹیڑھ پیدا کرنے کی کوشش کرو اور وہ وقت یاد کرو جب تم کم تھے، پھر اللہ نے تمہیں زیادہ کر دیا اور یہ بھی دیکھو کہ فساد مچانے والوں کا انجام کیسا ہوا ہے۔“ (سورۃ الاعراف:86) (4) ”جن لوگوں نے کفر اپنا لیا ہے وہ اپنے مال اس کام کے لیے خرچ کر رہے ہیں کہ لوگوں کو اللہ کے راستے سے روکیں۔ نتیجہ یہ ہوگا کہ یہ لوگ خرچ تو کریں گے مگر پھر یہ سب کچھ ان کے لیے حسرت کا سبب بن جائے گا اور آخرکار یہ مغلوب ہو جائیں گے اور (آخرت میں) ان کافر لوگوں کو جہنم کی طرف اکٹھا کر کے لایا جائے گا۔“ (سورۃ الانفال:36)

اس نئے منظور شدہ قانون کی وجہ سے جتنے بھی نوجوان اسلام سے دور رہیں گے،اس کا وبال کس پر ہوگا؟ حکمران ذرا اپنے گریبان میں جھانک کر سوچیں کہ وہ روز محشر اللہ اور اس کے رسول سے آنکھیں ملا سکیں گے؟ اگر غیر مسلموں کا ہاتھ حکمرانوں کے گریبانوں تک پہنچا اور حق تعالیٰ کے دربار میں ان غیر مسلموں نے اپنے آپ کو اسلام سے دور رکھنے کا ذمہ داران حکمرانوں کو قرار دیا تو انجام کیا ہوگا؟

قارئین کرام! بچے عموماً 12 سے 15 سال جبکہ بچیاں 9 سے 13 سال کی عمر تک بالغ ہو جاتی ہیں۔یہ عمر شعور وفہم کی عمر ہے۔یہ بچے اگر مطالعہ وعلم کی بنیاد پر اپنے بالغ ہونے کے بعد 18 سال سے کم عمر میں اسلام لانا چاہیں اور حکومت انہیں اس سے منع کرے، منع کرنے کے باوجود بھی عاقل وبالغ افراد حلقہ بگوشِ اسلام ہو جائیں تو حکومت انہیں پابندِ سلاسل کر دے تو وہ عمر قید کے مستحق ٹھہر کر ایک اسلامی ملک میں اسلام لانے کے جرم میں زندگی بھر جیل میں پڑے رہیں تو اس سے بڑی شرمناک بات کیا ہوگی؟

اگر والدین اسلام قبول کر لیں اور وہ چاہیں کہ ان کی پوری فیملی شرف اسلام سے مشرف ہو اور ان کی چھوٹی،بڑی اولاد بھی اپنے والدین کے ساتھ اسلام میں داخل ہونا چاہے تو کیا یہ جبر نہیں کہ حکومت نومسلم ماں باپ کی اولاد کو اسلام سے روک رہی ہے! اس صورت میں والدین کا مذہب الگ اور بچوں کا مذہب الگ تحریر ہوگا۔کیا یہ کم عمری میں جبر نہیں کہ بچوں کو والدین کے دین سے دور کیا جا رہا ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ اسلام ایسا سائبان ہے جس نے ہر طبقہ وعمر کے لوگوں کو اپنے اندر جگہ دی ہے، یہ ایسی خوبصورت، خوشبودار وادی ہے جس میں ہر ایک لطف اندوز ہوتا ہے۔ اسلام دین فطرت ہے اور فطرت سے کسی کو روکنا حق تلفی کے سوا اور کیا ہے؟ کھانا، پینا، خوراک، علاج،لباس، رہائش، تعلیم سب فطرتِ انسانی میں داخل ہیں،اس میں بچے، بڑے بھی شامل ہیں تو فطرتِ اسلامی سے روکنا کیونکر درست ہو سکتا ہے؟ مذکورہ بالا قانون کی روشنی میں تو تاریخ اسلام کے نامور، لائق فخر شخصیات کا اسلام سندھی قانون کے مطابق (العیاذ باللہ) معتبر نہ ہوگا۔

اصحابِ رسول اور اہل بیت اطہار کی سیرت مبارکہ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ہزاروں بچے حلقہ بگوش اسلام ہو کر اسلام کے عظیم داعی، مبلغ، مجاہد اور سپہ سالار بنے۔سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی بوقتِ اسلام عمر مبارک صرف 10 سال تھی۔سیدنا معاذ بن عفراء اور سیدنا معاذ بن عمرو بچے ہی تو تھے جنہوں نے ابوجہل فرعونِ اُمت کو جہنم رسید کیا تھا۔سیدنا انس بن مالک خادمِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک وصالِ نبوی کے وقت صرف 10 سال تھی۔ترجمان القرآن، مایہ ناز مفسر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بھی وصالِ نبوی کے وقت صرف 10 سال کے تھے۔ حضرت عمیر بن سعد، حضرت عمیر بن وقاص، حضرت سلمہ بن اکوع جیسے جلیل القدر صحابہ بھی قبولِ اسلام کے وقت کم عمر ہی تھے۔حضرت رافع بن خدیج اور حضرت سمرہ بن جندب کو کم سنی کی وجہ سے جنگ سے باہر رکھا گیا لیکن حضرت سمرہ کی فنی مہارت کی وجہ سے انہیں اجازت ملی تو حضرت رافع نے حضرت سمرہ کو کشتی کا چیلنج دے کر کشتی جیت لی، اس پر دونوں کم سنوں کو شرکت جہاد کی اجازت مل گئی۔

حضرت عمرو بن سلمہ نے تو بچپن میں نہ صرف اسلام قبول کیا بلکہ اپنے طور پر اپنی قوم کے امام بن گئے۔حضرت زید بن ثابت نے عشقِ نبی میں اپنے گھربار، والدین تک کو ترک کر دیا۔حضرت اُسامہ بن زید کو تو کم عمری میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ردیف بھی بنایا اور 18 سال کی عمر میں کبار واجلہ صحابہ پر امیر بھی مقرر فرمایا۔

سندھ اسمبلی میں منظور شدہ اس قانون کی شرعی حیثیت کے علاوہ اخلاقی اور بین الاقوامی اعتبار سے کوئی حیثیت نہیں۔ ایسا قانون شاید یورپ میں بھی نہیں،اس لیے حکومتِ سندھ کو فی الفور اس قانون کو واپس لینا چاہیے اور شاہ سے زیادہ شاہ کے وفادار کا طرز عمل ترک کر کے اپنی ملت ومذہب کا لحاظ رکھنا چاہیے۔ ہماری تجویز ہے کہ آئندہ اس طرح کی قانون سازی سے قبل مسودہ ہائے قانون اسلامی نظریاتی کونسل کو بھیج کر شرعی حیثیت معلوم کرنی چاہیے اور پھر قانون منظور کرنا چاہیے۔